مجموعۃ الاسرار

مکتوباتِ شریف

تاج العارفین قطب الاقطاب

حضرت شیخ عبدالنبی شامی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

المتوفی سنہ ۱۱۳۶ھ

○

ناشر

حضرت شیخ عبدالنبی شامی ٹرسٹ

۱۸۶۔ شادمان ۲ ○ لاہور

مجموعۃ الاسرار حصّہ ...

مکتوباتِ شریف

تاجُ العارفین قطبُ الاقطاب

حضرت شیخ عبدالنبیّ شامی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

المتوفی ۱۱۳۶ھ

ناشر

حضرت شیخ عبدالنبی شامی رحمۃ اللہ ٹرسٹ

۱۸۶۔ شادمان ۔ ۲ لاہور

نام کتاب ——— مجموعۃ الاسرار

مصنّف ——— تاج العارفین حضرت شیخ عبد النبی شامی نقشبندیؒ

مترجم ——— پروفیسر مشتاق احمد بھٹی ایم اے

تقریظ ——— سیّد نفیس الحسینی نقشبندی (نفیس رقم)

تعارف ——— صاحبزادہ مجیب الرحمٰن شامی

کتابت ——— ذاکر حسین و محمد عاشق ندیم قادری

فوٹو گرافی ——— جتندر کمار بہل کھتری پنجابی باغ
دہلی (بھارت)

ناشر ——— صاحبزادہ حاجی محمد سلیم شامی نقشبندی

تعداد اشاعت ——— ایک ہزار

تاریخ اشاعت ——— اپریل ۱۹۸۶ء

مطبع ——— قومی پریس، ۵۰ لوئر مال، لاہور

ہدیہ ——— مبلغ یک صد روپیہ

ملنے کے پتے

(۱) صاحبزادہ حاجی محمد سلیم شامی نقشبندی، مکان نمبر ۳۶، گورو سٹریٹ نمبر ۹،
رام نگر، لاہور ۲ پاکستان۔

(۲) صاحبزادہ مجیب الرحمٰن شامی، قومی پبلشرز ۵۰ لوئر مال لاہور۔
فون: ۵۵۰۰۶

(۳) شیخ عبد الرحمٰن شامی، سکیلز مین، صنم بلڈنگ مزنگ چونگی، ۳۷ فیروز پور روڈ، لاہور
فون: ۴۱۴۵۲۰ ۴۱۸۵۸۷ ۴۱۵۴۹۳

"لاہور کی طرف دوآبہ میں سیام چوراسی نام ایک گاؤں میں میاں شیخ عبدالنبیؒ طریقۂ نقشبندیہ میں ایک نومسلم بزرگ رہتے تھے۔ کسی تقریب سے لاہور میں تشریف لائے۔ میں بھی دو بار اُن کی زیارت کے لئے گیا۔ ہمیشہ شغل میں رہتے۔ بڑے ہی کم گو اور مُوثّر تھے، چنانچہ اکثروں کو ان کے فیضِ صحبت سے اثر ہوا۔ ان کی مجلس میں بہت کم گفتگو ہوتی تھی۔ مراقبہ کے سوائے اور کچھ کام ہی نہ تھا۔ مجھ کو خلوت میں ان کی خاص صحبتیں میّسر ہوئیں۔ ذاتِ بحت کی نسبت توجّہ کرتے تھے۔ چنانچہ وہ بے خودی اور بے رنگی کی نسبت غلبہ کرتی تھی۔ اس نسبت اور دیگر شغل اور مراتبِ ذکر کی اجازت فقیر کو دی۔ اس کے بعد کچھ مدت تک وہ نسبت غالب رہی اور اس کے بعد کبھی کبھی غلبہ کرتی رہی۔"

حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے بھی حضرت شیخ عبدالنبی شامیؒ کو خراجِ تحسین پیش کیا ہے جو حضرت شیخ کے علوِ مرتبہ پر دلالت کرتا ہے۔ شاہ صاحبؒ الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ میں فرماتے ہیں:

"اب تھوڑی روش طریقۂ احسنیہ کی جو شیخ آدم بنوریؒ سے منسوب ہے، ذکر کرتا ہوں۔ اس ضمن میں مکتوب شیخ عبدالنبیؒ سیام چوراسی کا جو اس زمانے میں طریقۂ احسنیہ کے مقتدا تھے اور سب اس طریقہ والوں کی، کیا خاص اور کیا عام، اُن کی طرف توجّہ تھی اور اس طریقے کے جمہور اس امر پر متفق ہیں کہ سالکوں کی تربیت میں اس طریقہ کی روش میں ان کا قدم راسخ تھا، ایک عزیز صالح نے مکّہ معظمہ میں ذکر کیا۔ ہم نے اُن کے پاس سے لکھ لیا۔" (الانتباہ ص ۸۴)

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے پوری عقیدت وعظمت سے حضرت شیخ عبدالنبی

قدّس سرّہٗ کا مکمّل مکتوب نقل کیا ہے:

قیاس کُن ز گلستانِ من بہارِ مرا

الغرض حضرت شیخ عبدالنّبی شامی قدّس سرّہٗ کے مکتوبات علم و حکمت اور سلوک و معرفت کا انمول خزانہ ہیں۔ صدیوں سے یہ "گنجِ مخفی" نسلاً بعد نسلٍ منتقل ہوتا آرہا تھا۔ اس دُرِّ مکنوُن کو منظرِ عام پر لانے کی سعادت کریم کار ساز نے حضرت شیخ عبدالنّبی قدّس سرّہٗ ہی کے ایک صُلبی فرزند جناب محمّد سلیم شامی کے نام لکھی تھی۔ چنانچہ ان کی سعیِ مشکور سے "مجموعۃُ الاسرار" کا واحد نسخہ بالعکس طبع شدہ اہلِ قلب و نظر کی خدمت میں پہنچ رہا ہے۔ جناب محمّد سلیم شامی صاحب نے افادۂ عام کے لئے "مجموعۃُ الاسرار" کا ترجمہ کرا کر عوام النّاس پر احسانِ عظیم کیا ہے۔ جس کے لئے وہ تبریک و تحسین کے مستحق ہیں۔ یہ ترجمہ فاضل مکرّم جناب پروفیسر مشتاق احمد بھٹّی صاحب کی ذہنی کاوش کا عمدہ نمونہ ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر سے نوازے۔

۲۹، رجب المرجب ۱۴۰۵ھ
بمطابق
۲۱، اپریل ۱۹۸۵ء

احقر نفیس الحسینی
۱۴۷/۳ کریم پارک، لاہور

مکتوب : ۲۲

بعض بزرگ مشائخ کے اقوال کی تحقیق میں، جیسا کہ "میرا یہ قدم تمام اولیا کی گردن پر ہے" تحریر کیا گیا۔

پاک ہے اللہ تعالٰے اور سب تعریف اسی کے لیے ہے۔ اس نے اپنے مقبول بندوں کے حق میں کتنا فضل فرمایا کہ ان کو اپنے اخلاق کے نمونہ پر پیدا فرمایا، جیسا کہ اس نے اپنے کلامِ مبارک میں، آیاتِ محکمہ اور آیاتِ متشابہہ دونوں میں فرمایا۔ اسی طرح اس نے انبیاء علیہ السلام اور اولیاء کرام رح کو بھی کلماتِ محکمہ اور کلماتِ متشابہ سے الہام پذیر فرمایا۔ تاکہ اہلِ صفا اور اہلِ کجی ایک کسوٹی سے متشابہہ آیات کو پہچان لیں، جیسا کہ اللہ تعالٰے نے فرمایا ہے "... لیکن جن کے دلوں میں کجی ہے وہ آیاتِ متشابہ کی کھوج میں لگے رہتے ہیں"۔

سوال بعض اولیاء کلمۂ عینیّت اور ہمہ اوست کے قائل ہیں۔ اور بعض لوائے (پرچم) محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے بھی پرے اپنا "لوا" رکھنے کا دعوٰے کرتے ہیں۔ اور حضرت الیشانؒ کی طرف سے بھی ایک بات کہی جاتی ہے کہ میں نے اپنا مقام حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے مقام سے بھی بلندی پر پایا اور حضرت شاہ عبدالقادر جیلانیؒ کی طرف سے بھی یہ کلمہ مشہور ہے کہ میرا یہ قدم اللہ کے تمام ولیوں کی گردن کے اوپر ہے۔ کیا آپ اس قسم کی مثالوں کو متشابہات میں سے گنتے ہیں، یا محکمات میں سے؟

جواب۔ یہ تمام اقوال متشابہات میں سے ہیں کیونکہ تاویل کے بغیر یا سیدھی طرح مان لینے سے کوئی مقصد حاصل نہیں ہو سکتا۔

سوال۔ اگر کوئی شخص ان اقوال کے ظاہر پر تاویل کے بغیر اعتقاد لے آئے، تو کیا خرابی واقع ہو گی؟

جواب۔ ان دونوں قولوں میں سے پہلے قول پر کفر لازم ہے کیونکہ پہلے قول کے ظاہر سے ناحق کو حق کہا گیا معلوم ہوتا ہے جبکہ دوسرے قول میں اپنے آپ کو خاتم الانبیا محمدؐ سے بھی اعلیٰ تر سمجھنا ظاہر ہوتا ہے اور یہ دونوں باتیں کفر ہیں۔ اور دوسری دو باتوں پر عقیدہ رکھنے والا ان کے معانی کے لحاظ سے بدعت میں مبتلا ہے۔ کیونکہ پہلی بات کے ظاہر سے جو حضرت ایشانؒ سے منسوب ہے ان کی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر بزرگی ظاہر ہوتی ہے جبکہ دوسرے قول سے جو حضرت غوث الثقلین شاہ عبدالقادر جیلانیؒ کی طرف منسوب ہے۔ تمام صحابہ (اور اگر صحابہ کو صدر اوّل کا دیکھا ہوا کہیں، کہ وہ اس بیان سے مستثنیٰ ہیں، تو کم از کم) امام مہدی پر تو بزرگی کا ادّعا ظاہر ہوتا ہے، اور حقیقت یہ ہے کہ حدیث پاک، اور اجماع جمہور کے مطابق امام مہدی کو صحابۂ کرام کے بعد تمام اولیا پر قیامت تک بزرگی حاصل ہے یہ ایک طے شدہ اور مسلّمہ امر ہے۔ اس لیے یہ بات مسلّمہ امر کے خلاف ہے۔ اور بدعت اور گمراہی ہے۔

میرے عزیز۔ حضرت غوث اعظمؒ اپنے اوپر امام مہدی کی فضیلت کو بُرا نہیں سمجھتے، اور جب وہ بُرا نہیں سمجھتے، تو پھر بُرائی کیسے کریں گے، کیونکہ عالم کو علم اللّدنی کی تعلیم محض اللہ کے فضل سے ہے۔ اور احادیث کے مطابق ایسا عالم بھی امام مہدی کی فضیلت کو اپنے اوپر روا سمجھتا ہے۔

سوال۔ اگر ان بزرگوں کا ماننے والا کوئی شخص ان چاروں باتوں کا قائل ہو۔ اور عبارت کے ظاہر پر عقیدہ رکھتا ہو۔ اور اس کو فرطِ محبت کا نام دے، تو اس کے بارے میں کیا حکم ہوگا؟

جواب یہ فرطِ محبت کی وجہ سے نہیں، بلکہ فرطِ حرص و ہوا سے ہے۔ اور اپنے پیر کی مخالفت کرنا، اس سے بدی کرنا ہے، اور اس بات میں ان کی ناراضگی ظاہر ہے۔

مشکل یہ ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کی طرح، پیروکاروں کے عقیدوں سے خود پیشوا بھی زیرِ عتاب آجاتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے فرمایا "کیا تم نے لوگوں سے کہا تھا کہ مجھے اور میری والدہ کو اللہ تعالےٰ کے علاوہ خدا مانو....." تو متبوع (جن کی پیروی کی جاتی ہے) سجدہ میں گر کر نجات چاہیں گے۔ اور کہیں گے "تیری ذات پاک ہے، ہم نے انہیں تیرے اس حکم کے سوا کچھ نہیں کہا، کہ اللہ کی عبادت کرو، جو ہمارا اور تمہارا ربّ ہے۔" اس لیے ہر پیروکار پر لازم ہے، کہ ان کی اطاعت کرے اور ایمان لائے، اور اس کے پیشوا حق پر ہیں۔ جو کچھ وہ کہیں، اس پر ایمان لائے، اور اس میں کوئی باطل دخل نہیں دے سکتا یا پھر ایسی دلیل دے، جو صراطِ مستقیم کی طرف ہدایت دے۔

سوال۔ چونکہ ایسی باتوں کے ماننے سے چھٹکارا شاذونادر ہی ہوتا ہے، اس لیے ان چاروں اقوال سے جو کچھ مقصود ہے، ان کی تاویل بیان فرمائیں۔

جواب۔ ہم جیسے کم علم رکھنے والوں کی کیا بساط ہے کہ اپنی طرف سے ان متشابہ اقوال میں دخل اندازی کریں، لیکن ہمارے عزیزوں نے ان اقوال کے بارے میں جو کچھ کہا ہے۔ وہ اللہ تعالےٰ کے اس حکم کے مطابق کہ "اپنے ربّ کی نعمت کا اعتراف کرو" کچھ عرض کرتا ہوں۔ اسے غور و فکر سے سنیئے۔ جب عینیّت کی بات ماننے والے نے یہ جان لیا کہ دو عدموں کے درمیان غیر کا وجود اس طرح ہے، جس طرح دو خونوں کے درمیان خرابی کو پاک کرنا ہے اور یہ بات کہنے والا تمام داخلی اور خارجی تعلقات کا منکر ہے اور حقیقت میں وہ کلمہ طیبہ کے معنی سے چھٹکارا پاکر یہ چاہتا ہے کہ توحید کی حقیقت کے متعلق بات کرے۔ وہ دیکھتا ہے کہ علم کا وجود، جو غیر کی نفی کرنے میں تمیز رکھتا ہے، باقی ہے اس لیے وہ کلمہ طیبہ کی حقیقت میں پناہ تلاش کرتا ہے۔ تاکہ علم کی دُوئی بھی ختم ہو جائے اور موجودِ حقیقی کی مدد سے علم بھی عالم کے ساتھ صحرائے

نیستی سے نکل جائے۔ پس جب شہود کے لواحق میں سے کوئی شاہد باقی نہیں رہتا اور مشہودِ حقیقی اور اس کی صفات میں سوائے شہود کے، کوئی علم اور تمیز باقی نہیں رہتی، تو پھر اس کی تحقیق کیجیے۔ اور جب صورِ حقیقی پھونکا جاتا ہے، تو اس کے سوا ہر شے مٹ جاتی ہے "لا" کا لفظ بھی اسی طرح ہر شے کو مٹا دیتا ہے، جس طرح اسرائیل صور پھونکنے کے بعد کوئی شے باقی نہیں رہتی تو پھر اللہ تعالیٰ شہود کے تمام لواحق کے سامنے "کلمہ ہمہ اوست" سے کلام کرتا ہے، یعنی جب اس کے سوا کوئی باقی نہیں رہتا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے" جس روز صور پھونکا جائے گا، تو پھر اللہ کے سوا کوئی باقی نہیں رہے گا۔ صور اور صاحب صور (اسرافیل) سمیت سب کچھ مٹ جائے گا۔ تو پھر وہ بلا واسطہ، بلا مظہر، اور بلا مخاطب کلام کرے گا۔" آج خدائے واحد القہار کے سوا کون بادشاہ ہے"۔ پس جب یہ تحقیق ہو گئی، تو یہ دونوں طرح ثابت ہے۔ یہ قولِ حق ہے اور کسی غیر کی شرکت کے بغیر سوائے پہلی مظہریت کے اس کا کلام ہے۔

جہاں تک "لوائے فوق لوائی محمد" کا تعلق ہے۔ یہاں لوا سے مراد پیش رو (آگے آگے چلنے والا) ہے۔ جیسا کہ معراج میں حضرت جبرئیلؑ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیش رو تھے۔ اس لیے پیش رو رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر فوقیت نہیں رکھتا اور اگر کہا جائے کہ آنحضرت کی پیش روی میں تمام دنیا شریک ہے، تو اس دعولے کرنے والے کی خصوصیت کیا ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ چونکہ عوام آنحضرت کے بے شمار سایوں کے وسیلوں کی نسبت سے پیچھے پیچھے چلنے والے ہیں، جبکہ بات کہنے والا ان سایوں کو قطع کر کے آگے نکل گیا ہے اسلیئے وہ پیچھے چلنے والا نہیں رہا بلکہ آگے آگے چلنے والا ہے۔ دونوں میں فرق صاف ظاہر ہے۔

اور حضرت ایشانؒ کا قول کہ میں اپنا مقام حضرت صدیقِ اکبرؓ کے مقام سے بھی

بلند پاتا ہوں۔ اس معنی میں ہے کہ جب انہوں نے اولیائے طریقت کے قدموں سے اپنی استعداد کے مطابق عرُوج کا مرتبہ حاصل کر لیا، تو صحابہ کرام کے زیرِ قدمی ہونے کی صفت پالی۔ اور جہاں یہ زیرِ قدمی ختم ہوتی ہے وہاں حضرت صدیق اکبرؓ کی زیرِ قدمی شروع ہوتی ہے اور چونکہ حضرت ایشانؒ نے اپنی استعداد کے مطابق اس زیرِ قدمی سے نصیب حاصل کیا ہے۔ اور پھر اس زیرِ قدمی میں اگر حضرت صدیق اکبرؓ کے کمالات کی بدولت وہ کسی خاص مقام پر متمکن ہو گئے، تو انہوں نے اس صاحب قدم اور ترقی کی استعداد رکھنے والے کو آنحضرت کے قدموں میں لا ڈالا۔ اور چونکہ ہر زیرِ قدمی کو اس صاحبِ قدم کی قوتِ استعداد کے طفیل اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے خاص مقام عطا کیا ہوا ہے، اس لیے حضرت صدیقؓ نے بھی اپنی قوتِ ہدایت سے حضرت ایشانؒ کو ان کے رُشد و ہدایت قبُول کرنے کی اہلیت کی وجہ سے (اپنے زیرِ قدم کو) مقامِ خاص عطا فرمایا اور اس طرح انہوں نے حضرت رسُولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کی زیرِ قدمی میں استعداد کے مطابق خاص مقام پایا ہے۔ اس لیے عروج میں یہ تمام مقامات جو ہر زیرِ قدمی میں حضرت ایشانؒ کو عطا کیے گئے تھے، حضرت ایشانؒ کے نام سے بحال ہیں اور انہی کی ملکیت میں ہیں۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ ایک کو دوسرے پر برتری اور فوقیت حاصل ہوتی ہے، اسی طرح صحابہ کرام میں بھی فوقیت و اوّلیت مسلّم ہے۔ چنانچہ اس سے واضح ہو گیا کہ حضرت ایشانؒ کے قول میں بلا تردد بعض باتیں چھوٹ گئی ہیں یعنی وہ مقام جو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے مجھ کو عطا کیا ہے اس مقام کے نیچے ہے، جو حضرت سرورِ کائنات کی زیرِ قدمی نے ہم کو عطا فرمایا ہے اور یہ بات ظاہر ہے، کسی سے پوشیدہ نہیں۔

میرے عزیز! حضرت ایشانؒ کا یہ قول کہ میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا پس رو (پیچھے چلنے والا) ہوں، بلا وہم خلافتِ مذکورہ کے معنی کو پیش کرتا ہے۔

اَب میں حضرت غوث الثقلینؒ کے قول کا مطلب بیان کرتا ہوں، میں اللہ سے مدد مانگتا ہوں، تاکہ کسی غلطی میں نہ پڑ جاؤں۔

معلوم ہونا چاہیے کہ حضرت حمادؒ حضرت غوث الثقلینؒ کے ہم عصر تھے حضرت غوثؒ اس وقت ابھی چھوٹی عمر کے تھے۔ انہوں نے کہا کہ یہ بچہ اپنے وقت کے تمام اولیاء پر فضیلت رکھے گا۔ نیز حضرت غوثؒ کی وفات کے ایک مدت بعد حضرت شیخ فریدؒ سے اس قول کے متعلق سوال کیا گیا۔ آپ نے فرمایا کہ اگر میں بھی اس وقت موجود ہوتا، تو ان کے قدموں کو اپنی آنکھوں پر رکھتا۔ بزرگوں کے ان دو اقوال سے معلوم ہوا کہ اُن کے قدم اس وقت کے اولیاءاللہ کی گردنوں پر تھے، بعد کے اولیا کی گردنوں پر نہیں۔ اور حضرت پیر دستگیر بنوریؒ نے اس قول کا مفہوم یہ بیان کیا ہے کہ ان سے پہلے اور ان کے بعد کسی ولی کو قطبیت اور غوثیت کے دونوں مراتب پر بیک وقت فائز نہیں کیا گیا۔ چونکہ ان کو ان دونوں مرتبوں پر ایک ہی وقت میں فائز کیا گیا، چنانچہ یہ ان کی خصوصیت تھی۔ اس لیے اگر یہ کہوں کہ وہ قطب اور غوث، جن کو آپ کی وفات کے بعد قطب یا غوث کا مرتبہ الگ الگ بخشا گیا، اُن کے قدموں کے تلے ہیں، تو جائز ہے، اور یہ کہنا بھی جائز ہے کہ اللہ تعالےٰ نے ان کو ان مناصب پر حضرت غوثؒ کی روح کے طفیل فائز کیا ہے، اور ان کی زیرِ قدمی دوسروں کے لیے غوثیت کا مرتبہ رکھتی ہے اور جو غوثیت کے مرتبہ سے آگے نکل گیا، وہ امامت کے مرتبے سے جا ملا۔ وہ اس زیرِ قدمی سے باہر ہے، اور یہ جائز ہے کہ اس مرتبہ پر جو غوثیت سے اُوپر ہے، ان کے برابر ہو جائے۔ سبحان اللہ کتنی کم اندیشی ہے کہ عروج کے مراتب، غوثیت تک محدود کرتے ہیں، امامت کا مرتبہ غوثیت کے رتبہ سے اُوپر ہے اور خلافت کا مرتبہ امامت کے مرتبہ سے اُوپر ہے۔ اُسے محدود کرنا جہالت ہے۔

میرے عزیز! وہ حضرت غوثؒ سے مخاطب ہیں نہ کہ امام یا خلیفہ سے حضرت امام مہدی، امامت اور خلافت، دونوں پر فائز ہیں، جو کہ مرتبۂ غوثیت سے اُوپر

ہیں۔ اور خلافت و امامت دو ایسے مرتبے ہیں، جو جلی اور خفی ہیں اور سہروردی جو اصحابِ کرام اور حضرت امام مہدی کے علاوہ ہے اور غوثیت کے مرتبہ سے بلند ہو گیا، وہ امامت یا خلافت کے کمالات تک پہنچ گیا۔ وہ امامتِ خفی یا خلافتِ خفی تک پہنچا ہے اور خلافتِ جلی صرف صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی خصوصیت ہے۔ اور ان کے بعد حضرت امام مہدی کا حصہ ہے، اس لیے سمجھنا چاہیے کہ جس وقت کوئی ولی خلافتِ خفی سے بہرہ مند ہوتا ہے، تو وہ اس شخص سے جو غوثیت کے مرتبہ پر فائز ہے، خواہ اس میں دو مناصب جمع ہو گئے ہوں۔ یعنی قطبیت اور غوثیت، پھر بھی اعلیٰ و برتر ہے۔ خلیفۂ جلی، خلفائے راشدین سے نسبت رکھتا ہے اور اُن کی فضیلت احادیث میں ثبت ہے۔ اُن کا کیا بیان کیا جائے اور کون ہے، جو ان کی گہرائی کو پائے؟

میرے عزیز! حضرت غوث کا یہ قول کہ اگلوں کے سورج ڈوب گئے۔ اور ہمارا سورج ہمیشہ بلند افق پر رہے گا اور کبھی نہیں ڈوبے گا، اُن لوگوں کے بارے میں ہے، جو ان سے پہلے ہو گزرے ہیں۔ اور جو لوگ ان کے بعد آئیں گے اور آئے ہیں، ان کی خبر نہیں دیتے اور یہ جائز بلکہ واقعہ ہے کہ بعض آنے والوں کے سورج بھی غروب نہیں ہوں گے۔ اور آخری سورج خاتم الانبیا کی سنت پر خاتم الولایت ہوگا اور اُسے تمام توابع پر بزرگی اور فضیلت حاصل ہوگی۔ ظاہر ہے کہ تمام اولیاء کا خاتم امام مہدی ہے اور سوائے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے جس کسی نے خود کو امام مہدی پر فضیلت دی، تو اُس نے صاف صاف غلطی کی۔ اس پر واجب ہے کہ وہ توبہ کرے اور عقیدہ سلف کی طرف لوٹ آئے۔
